

ذکر رسولؐ

بلوچی و براہوئی ادب کے آئینے میں

ڈاکٹر انعام الحق کوثر

بلوچی کا ایک شعر ہے۔

برحق ایس ہاں پیغمبر
فرقان پرور و رہبر بر

(ترجمہ: نبی اکرمؐ سچے پیغمبر ہیں اور فرقان مجید کا عملی نمونہ ہیں)
براہوئی میں مولانا عبدالباقی درخانی کہتے ہیں۔

زمین آسمان ستارہ ٹی محمد اس محمد اس
ننا فکر و اشارہ ٹی محمد اس محمد اس

(ترجمہ: زمین، آسمان اور ستاروں میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے اور ہمارے فکر و اشارہ میں محمدؐ ہی محمدؐ ہے)
یہ دونوں شعر بلوچی و براہوئی ادب میں حضور پاکؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام
برحق کی ایک واضح اور روشن جھلک پیش کرتے ہیں۔

بلوچی شاعری میں قدما اور متوسلین کے ہاں نعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ایک
منفرد رنگ ہے۔ یہ شعراء جو اکثر طویل منظومات نظم کرتے تھے۔ نظم کی ابتدا حمد باری تعالیٰ سے
کرتے ہوئے ایک دو شعروں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی جانب رجوع کرتے،
خلفاء راشدین کی مدحت کے بعد غوث پاک اور دوسرے اولیاء کی ستائش کرتے اور تب اپنے
موضوع کی طرف آتے تھے۔

قدیم بلوچی شاعری چونکہ سینہ بہ سینہ روایات کی مرہون منت رہی ہے اور ناخواندگی اور
قبائلی جنگوں کے باعث لوگوں نے نعتیہ اشعار کو چھوڑ کر صرف ان اشعار کو حفظ کیا جن کی انہیں
جنگی رجز یا بزم کی ہماہمی میں ضرورت تھی۔ اسی لئے جو تھوڑی بہت مذہبی اور اخلاقی نظمیں ملتی

ہیں انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں اسلامی عقائد کا بیان ہے۔ دوسرے حصے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک، حضرت علیؓ اور درویشوں کے متعلق قصے ملتے ہیں۔

بلوچی کا دور متوسط پڑھے لکھے شعرا کا دور ہے۔ جنہیں بلوچی میں عموماً ”لا کما گیا۔ ملا عالم کے علاوہ بلوچی میں پڑھے لکھے کے لئے بھی مشتمل ہے۔ ملا عبداللہ کی نظم کے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے:

میں محمدؐ اور آل محمدؐ کی مدحت کرتے ہوئے
رسالت پر ایمانی شہادت دیتا ہوں
ملک بہرام کہتا ہے:

تجی حق شناس احمدؐ جو یثین وطن ہیں
امت مسلم کو نار جحیم سے رستگاری عطا فرما

ملا بہادر اپنی مناجات میں گویا ہوتا ہے:

اے بدرالد جہلیؑ کے مالک آپؐ خوف اور مایوسی سے مبرا ہیں۔ میں آپؐ کی درگاہ میں ملتی ہوں، میری دعائیں مقبول فرما۔ ملا فاضل رند الملقب بہ ”غالب کران“ اپنی ایک عبرت انگیز نظم میں کہتے ہیں۔

نبیوں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نعت کا درود سے آغاز کرتا ہوں۔ سو درود اور سو سلام۔ یہی میرا ارمنال ہے۔

جام رک (رک یعنی در نایاب کی مانند اور جام تخلص) بلوچی زبان کا ملک الشہرا میر نصیر خان نوری کے زمانے میں تھا۔ بہت حساس شاعر ہے۔ نعت کی روایت تو اس کے ہاں نہیں ملتی۔ مگر اس کی ایک نظم رمز میں ہے۔ جو نعت کا تاثر دیتی ہے ملاحظہ ہو:

اے کہ خوشبوؤں میں معطر، چاند سی منور جنہیں ہے
ہم بے شک اس سے وفادار نہ ہوئے
وہی نگہ لطف سے ہم پر نظر کرے

وہ مجسم خوبی اپنی بہت سی اداؤں سے

بلاشبہ بادشاہ ہے

لال کی طرح درخشندہ

سلاطین کی طرح باجروت

یہ ہمارے حبیب کی پہچان ہے

یہ ہمارے محبوب کا تعارف ہے

مست تو کئی نے دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

مثلاً ”(ترجمہ) پاک ہے تیرے حبیب کے (معراج) دیدار کی ساعت وہ محمدؐ جو شیر آسا اپنے عہد کا سچا ہے۔ جس کے سر پر توحیدی طلائی تاج ہے اور جسکی سخاوت بے عدیل ہے۔

ملا عمر مری کا کلام بلوچی کے علاوہ فارسی اور اردو میں بھی موجود ہے۔ اس نے حمد، مدح اور مولود بھی کہے ہیں۔ مولود میں حضور صلعم کی ثنا اور صفت ہوتی ہے۔ یہ صنف سندھی سے بلوچی میں آئی ہے۔

محمد ابراہیم جوانسال بگٹی دور متوسط کے شعرا کی آخری کڑی ہے۔ اس کے یہاں نعت اردو فارسی شاعری کی روایات کے عین مطابق ہے۔ کہتے ہیں :

ترجمہ : محمدؐ ہمارے رہنما ہیں ہم کتنے خوش قسمت اور ذی شان ہیں وہ گوہر گراں مایہ، وہ ایک عطر بیز پھول ہیں۔ جب سورج آگ اگلتا ہو گا تو محمدؐ مصطفیٰ تشریف لائیں گے ہم پر اپنی چادر رحمت کا سایہ فرمائیں گے۔ اپنے لبوس سے ہم پر عنایت فرمائیں گے۔

درخانی مکتبہ فکر کے قادر الکلام شاعر میاں حضور بخش جتوئی کا عظیم ترین کارنامہ قرآن مجید کا صاف اور شستہ بلوچی میں ترجمہ ہے۔ آپ گویا ہوتے ہیں :

ہمارے دین اور دنیا کی روشنی آپؐ ہیں اور آپؐ کی وجہ سے چاروں طرف روشنی ہے۔ مکران کے میر عیسیٰ قومی کے کلام میں امید ہی امید کی جھلکیاں نظر آتی ہیں کہتے ہیں۔

ترجمہ :- تیری امت کے گناہ گاروں کو شاہ مدینہؐ تیرا ہی سارا ہے۔ تیری درگاہ ہی کے امیدوار

ہیں۔ ہماری فریاد پر دیکھیری فرما اور ہمیں مزید شرمسار نہ کر۔ قوی تیری دعائے سحرگاہی ضرور قبول ہوگی اور خدا اور رسولؐ کے دربار سے مدد ملے گی۔

بلوچی کے جدید شعراء کم و بیش ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام برحق کا ذکر دل کی گہرائیوں سے کرتے ہیں۔ ان میں شامل ہیں۔ مولانا عبدالباقی درخانی، مولانا عبدالغفور درخانی، حاجی محمود مومن، محمد حسین عاجز، عبدالکیم حق گو، عبدالعجید سورابی، عطاشات، انور صاحب خان، عبدالنبی پرواد، غوث بخش صابر، خدائے رحیم حکیم، ملک رمضان بلوچ، قاضی عبدالرحیم صابر، پیر محمد زبیرانی، عبدالرحمن غور، احسن خارانی، اشیر عبدالقادر درشاہدانی، حاجی فقیر محمد خیر بلوچ، آزاد جمال دینی، محمد اسحاق بزدار، بیتاب، فیض بخشا پوری اور نمبسا خان وغیرہ۔

غوث بخش صابر کہتے ہیں: (ترجمہ)

خلق ایسا کہ ملی ہے نہ ملے اس کی نظیر
شاہد، اخلاق پہ قرآن ہے رسولِ عربیؐ

بقول حاجی فقیر محمد خیر بلوچ: (ترجمہ)

دونوں جمانوں کا سرور رسولِ پاکؐ ہیں
شافع روز جزا رسولِ پاکؐ ہیں
آپ کا نور اگرچہ ابتدائے ہستی ظہور پذیر ہوا
لیکن رسالت کا خاتمہ بھی آپ پر ہی ہوتا ہے

آزاد جمال دینی گویا ہوتے ہیں: (ترجمہ)

کسی بشر میں یہ عظمت نہیں جو اللہ نے اپنے محبوب کو بخشی صاحب کمال کی عرش پر تعظیم کی۔
بلخِ العلوی بکمالہ اپنے رنگ روپ حسن و جمال سے اس تاریک جہاں کو منور فرمایا۔ رات کو اپنے پاکیزہ خیالوں سے دن میں بدل ڈالا، کشف الدینی بکمالہ

قاضی عبدالرحیم صابر اپنی بلوچی نعت کا منظوم اردو ترجمہ یوں پیش کرتے ہیں:

مروت فخر کرتی ہے شرافت تم پہ نازاں ہے

رسول پاک واللہ یہ رسالت تم پہ نازاں ہے
 فقیروں کے شہنشاہ ہو امام الانبیاء ہو تم
 تیرے خدام زیناں ہیں امامت تم پہ نازاں ہے
 لقب ہے رحمتہ للعالمین اللہ کی جانب سے
 خدائے پاک شاہد ہے کہ رحمت تم پہ نازاں ہے
 ترے الطاف سے کی ہے غلاموں نے جہانبانی
 تمہیں شایان جہانبانی حکومت تم پہ نازاں ہے
 خدا نے صاف فرمایا تیری خاطر بنی دنیا
 تیرا درجہ وہی جانے مشیت تم پہ نازاں ہے
 شب معراج حاصل ہو گیا ہے وعدہ بخشش
 شفیع المذنبین ہو تم شفاعت تم پہ نازاں ہے
 نہ جائے گا کوئی صابر در سرکار سے خالی
 حبیب خالق اکبر سخاوت تم پر نازاں ہے

میر نصیر خان نوری کے عہد حکومت (۱۲۱۳ تا ۱۳۰۹ھ بمطابق ۱۷۵۰ء تا ۱۷۹۳ء) میں عربی، فارسی، پشتو، بلوچی اور براہوئی کے ایک جید عالم اور شاعر ملا ملک داد ابن آدین غرشین نے نور اسلام کو
 یہاں کے قبائلیوں تک پہنچانے کا پختہ ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی معروف براہوئی منظوم
 کتاب، ”تختہ البجائب“ ۱۷۴۳ھ بمطابق ۱۷۵۹ء میں لکھی۔ دو تین نعتیہ شعروں کا ترجمہ ملاحظہ
 ہو:

محمد اللہ تعالیٰ کے پاک رسول ہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ کے پاک خلیل بھی ہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ کے
 حبیب ہیں۔ محمد ہمارے دلوں کے طیب ہیں۔ ملک داد آپ کے غلاموں کا غلام اور آپ کے
 حاسن کی تعریف کرنے والا ہے۔

ملا ملک داد کا اثر اس قدر ہمہ گیر تھا کہ وہ انہی کے زمانے تک محدود نہ رہا۔ چودھویں
 صدی ہجری کے آغاز میں در خان (ڈھاڈر) سے جو تحریک نشاء الاسلامیہ شیخ ابلوچستان جناب مولانا
 محمد فاضل کے زیر قیادت ابھری وہ نہ صرف لسانی بلکہ موضوعاتی اور ذہنی اعتبار سے بھی ملا ملک داد

کی روایت کو لئے ہوئے تھی۔ اور چونکہ درخانی مدرسہ فکر اور اسکی نگارشات عالیہ اب بھی مصروف تخلیق و تطہیر ہیں۔ لہذا یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ملا ملک داد کی روایت اب بھی براہوئی علم و ادب اور ذہن و قلب میں رچی بسی ہے۔

عشق محمدیؐ سے سرشار مولانا محمد فاضل کے نامور شاکردوں میں ان کے نواسے مولانا محمد عبداللہ درخانی کے علاوہ مولانا نبو جان، مولانا عبدالحمید چوتوی اور مولانا عبدالحئی تھے۔ ان سب نے نعتیہ شعر کہے ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ درخانی کہتے ہیں۔ (ترجمہ)

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے نور ہیں۔ تمام جہان آپؐ صلعم کے لئے پیدا کیا گیا اور آپؐ صلعم اس کی روح ہیں۔

آپؐ صلعم کا معراج عرش سے بھی اس پار ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ”طور“ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آسمان تھا۔ مولانا نبو جان یوں مشورہ دیتے ہیں: اے مسلمانو! تم خدا کا ذکر کرو۔ اے لوگوں تم محمد مصطفیٰؐ پر کثرت سے درود و سلام بھیجو۔

مولانا عبدالحمید چوتوی کے مجموعہ کلام ”جوش حبیب“ کے اشعار آنحضرت صلعم کے فراق میں دل کی پنائیوں سے نکلے ہیں۔ رواں اور شیریں ہونے کے ساتھ ساتھ درد و اثر میں ڈوبے ہوئے ہیں جیسے (ترجمہ)

میرے حبیب آپؐ کی شان اور شرافت سب سے زیادہ ہے۔ آپؐ سے استدعا ہے کہ آپؐ مجھے اپنی قربت سے دور نہ رکھیں۔ مولانا عبدالحئی کے عظیم ترین شاکرد مولانا محمد عمر دین پوری تھے۔ جنہوں نے اڑتالیس کتب براہوئی زبان میں تصنیف و تالیف کیں۔ آپؐ نظم و نثر دونوں پر یکساں طور پر حاوی تھے۔ آپؐ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا براہوئی زبان میں ترجمہ ہے۔ آپؐ نے اپنی کئی کتابوں جیسے سوائے خام، مشتاق مدینہ، فی الفراق، نصیحت نامہ اور دبض اللیب فی ذکر الحبیب وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گل ہائے عقیدت پیش کئے ہیں مثلاً ” (ترجمہ) محمدؐ کی صفت ہر جگہ موجود ہے۔

دریاؤں، میدانوں اور پہاڑوں پر

مجھے بتاؤ آپؐ سے بہتر کون ہے (کوئی نہیں)

یہ بندہ عاجز قربان ہے

آپ کے در پر اپنی جان پہنچا دوں

آپ دعا فرمائیں کہ میں خاک مدینہ بن جاؤں

مولانا محمد عمر دین پوری کی صاحبزادی مائی تاج بانو حمہ، نعت، منقبت، مرثیہ اخلاقی غزل اور دینی کلام سے خصوصی لگاؤ رکھتی ہیں۔ آپ براہوئی زبان کی اولین ادیبہ، شاعرہ اور مرثیہ نگار ہیں۔ ویسے تو علامہ دین پوری نے درجہوں اچھے شاگرد چھوڑے مگر ان کا شاہکار ان کی صاحبزادی مائی تاج بانو ہیں۔

تاج محمد تاجل کا کلام بلوچستان بھر میں مقبول ہوا آنحضرت صلعم کے منکر کی کیفیت تاجل کی زبان میں کیا سے کیا ہو جاتی ہے، دیکھئے:

(ترجمہ)

اگر تم اللہ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عاشق ہو۔ اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دین کے چاہنے والے ہو۔ اگر تم محبوب سے منکر ہو جو کوئی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منکر ہوا

(تو سمجھ لو) چکی کے ٹوٹے پاٹ کی طرح ہے!

اسے دنیا میں پریشانی اور بے قراری طے گی

وہ (محبوب سے منکر) جہاں بھی جائے

اسے

لق و دق صحرا کی طرح آبادی نہیں طے گی۔

بلوچی شاعر کلی بنو احمد وال ضلع چاغی کا رہنے والا تھا بدسمہ گوئی میں ماہر تھا۔ اس کی صرف ایک

طویل نظم بطرز مثنوی ملی ہے۔ جس میں ضلع چاغی کی ”ماہ گل“ کی داستان بیان ہوئی ہے۔ اس

میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔

مثلاً ”ترجمہ

آپ قیامت کے روز شافع ہیں

محمد ہمارے لئے کافی ہیں

چھ زبانوں (فارسی، اردو، بلوچی، سندھی، سرائیکی اور براہوئی) کے صوفی شاعر فیض محمد فیض کا

مجموعہ کلام ”گلشن اشعار“ کے نام سے بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے نومبر ۱۹۶۸ء میں چھپوایا جو زیادہ تر نعتیہ کلام (۳۵۵ شعر) پر مشتمل ہے۔

مولانا محمد عروالد شیر محمد بنگل زئی کی ایک منظوم تصنیف ”معجزات مصطفیٰ“ میں وفات نامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ”۹۶ صفحات پر مبنی ہے۔ حاجی محمد عمران حاجی علی محمد نے اپنی منظوم تصنیف ”راغب المسلمین“ میں اسلامی تاریخ کے بعد واقعات کو براہوئی اشعار میں پیش کیا ہے۔ نعتیہ اشعار بھی موجود ہیں۔

حاجی گل محمد نوشکوی نے اپنی منظوم تصنیفات جیسے ”گلشن مصطفیٰ“ ”تحت الفقراء“ ”گلدستہ نوشکوی“ اور ”رفیق راہ مدینہ“ میں جا بجا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا ہے۔ ایک شعر کا ترجمہ ہے:

میری آرزو ہے کہ آپ مجھے اپنا شاہی دربار دکھائیں

اے محبوبوں کے سرتاج! میں صرف ایک بار آپ کی آواز سنا چاہتا ہوں۔ محمد اسحاق سوز ولد مولوی عطا محمد صوفی کے مجموعہ کلام ”گلشن سوز“ کا پہلا باب توحید، رسالت اور منقبت وغیرہ پر مبنی ہے۔

مولوی مراد علی ریسانی کے مجموعہ کلام موسومہ بہ ”گلشن بلوچستان“ میں نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ مولوی نور محمد کے مجموعہ کلام ”کلام نور“ میں جو نعتیہ شعر درج ہیں۔ ان میں سے ایک کا ترجمہ یہ ہے:

زندگی کے ہر شعبہ میں تم سنت رسول کی پیروی کرو

اگرچہ تم مفلس ہو پھر بھی اپنی کامیابی کا یقین کر لو۔

رئیس نبی داد لاگو کے مرتب کردہ منظوم ”گلدستہ“ میں بھی براہوئی نعتیہ اشعار موجود ہیں۔

حافظ سعید احمد کی ”معراج محمدی“ ۱۳۸۹ھ میں طبع ہوئی۔ انداز بیان گلگتہ اور متاثر کن ہے۔

کریم بخش سائل کے مجموعہ کلام ”غزلیات سائل“ پیر محمد کے مجموعہ کلام ”مہر وفا“ واحد بخش

رند کے مجموعہ کلام ”استان نپاک“ زخم ہائے دل (اور ”قدم قدم آباد“ میں نعتیہ اشعار موجود ہیں

تراب لاڑکانوی کہتے ہیں: (ترجمہ) ہر وقت میرا دل رسول اللہ (پکارتا) ہے

میرا ذکر صبح و شام رسول اللہ ہے

جب رسول اللہؐ کہتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے
اے سید! اے سید رسول اللہؐ

عبدالصمد شاہین سورابی نے جناب محشر رسول مگرمی کی شہرہ آفاق مثنوی فخر کونین حصہ اول تا سوئم
کا منظوم براہوئی ترجمہ کیا ہے۔ جو قابل توصیف ہے۔ مولانا محمد فاضل مینگل نوشکوی مرحوم،
مولانا عبدالباقی درخانی، مولانا عبدالغفور درخانی اور صالح محمد شاد کو نعت گوئی سے خصوصی شغف
ہے۔

گل بگل زئی غلام حیدر حسرت اور بابا عبدالحق شاہوانی وغیرہ نے بھی براہوئی میں نعتیہ شعر
کے ہیں۔

بلوچی اور براہوئی کے شعرا کے نعتیہ کلام میں نبی آخر الزمانؐ کے اوصاف حمیدہ شامل، خصائل
پاکیزہ، دوسرے انبیاء پر آپ کا تفوق، دیگر امتوں پر امت محمدیؐ کی فضیلت، نبی اکرمؐ سے محبت و
عقیدت کی برکات اور کثرت درود خوانی کی برکتیں اور رحمتیں جگے بارے میں آنحضرت صلعم کا
مشہور قول ہے کہ ”قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو مجھ پر کثرت
سے درود بھیجتا ہو گا“ بیان ہوئی ہیں۔

علاوہ ازیں روایات و بیانات میں حد اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ غیر معتبر اور غیر مصدقہ
روایات سے اجتناب برتنے کی سعی کی گئی ہے۔ قرآن و احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ درود و
سلام عقیدت سے معمور ہیں۔

عام طور پر میلاد ناموں میں تین اہم موضوعات ہوتے ہیں اولاً ”ولادت مبارک آنحضرت صلعم
ثانیاً ”معراج شریف ثالثاً ”وفات کا بیان۔ باقی عام بیانات انہی موضوعات کے تحت آجاتے ہیں۔
انداز و بیان سادہ، آسان اور عام فہم ہوتا ہے۔ قرآنی آیات و احادیث کے حوالے بھی دیئے
جاتے ہیں۔ بلوچی اور براہوئی شعراء اسی انداز کو اپناتے ہوئے شاعرانہ مبالغہ آرائی اور افسانوی
رنگین بیانی سے اجتناب برتنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مختصراً ”بلوچی و براہوئی شعرا کا کارواں خلوص، محبت اور عقیدت کیشی کے پھول لئے ہوئے اور
مقام مصطفیٰؐ کو آشکار کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی جانب رواں دواں نظر آتا ہے۔

زبان ء سرائیں مدینہ مدینہ
خیال ء تمائیں مدینہ مدینہ

ترجمہ: (دردِ زبان ہے مدینہ مدینہ خیالوں کی جاں ہے مدینہ مدینہ

بلوچی اور براہوئی کے نثری ادب میں یہ کتابیں اہمیت کی حامل ہیں

۱- دو جہان سردار

مؤلف قاضی عبدالرحیم صابر کراچی ۱۹۶۶ء صفحات ۱۳۲ - اس میں حضور پاکؐ کی حیات طیبہ، تعلیمات، اخلاق اور کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ انداز بیان دلکش، گلغفتہ اور توانا ہے۔ سیرت رسولؐ پر بلوچی زبان میں پہلی تالیف ہے۔

۲- رسولؐ نے پھمکیں زند

مؤلفہ حاجی عبدالقیوم بلوچ کوئٹہ ۱۹۸۰ء صفحات ۵۶ - حضور پاکؐ کی حیات مبارکہ کے اہم واقعات کو اختصار کے ساتھ بلوچی میں پیش کیا گیا ہے۔ صرف بلوچی جاننے والے قاری کے لئے بہت مفید اور اہم کتاب ہے۔

موقع و محل کے مطابق قرآنی آیات کے حوالوں نے متن کو زیادہ صدقہ بنا دیا ہے

۳- سیرت النبیؐ

مؤلفہ میر رضا خان مری، کوئٹہ ۱۹۸۱ء صفحات ۲۲۰ - اس میں مولانا شبلی اور علامہ سید سلمان ندوی کی معرکہ الارا سیرت النبیؐ سے مختلف ۵۸ عنوانات کے تحت بلوچی ترجمے کئے گئے ہیں۔ ترجمہ رواں، دل پذیر اور متاثر کن ہے۔ بلوچیات میں یہ ایک قابل توصیف اضافہ ہے۔ افادیت کے اعتبار سے آخرت کا توشہ تصور ہو گا۔

۴- سیرت النبیؐ (گچین براہوئی)

مؤلفہ غلام نبی راہی کوئٹہ ۱۹۷۸ء صفحات ۱۶۷ - اس موضوع پر براہوئی میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔

غلام نبی راہی نے ”سیرت النبیؐ“ از مولانا شبلی اور علامہ سید سلمان ندوی سے ان پچاس عنوانات کے مواد کا براہوئی میں ترجمہ کیا ہے جن کا ہماری روزمرہ کی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ غلام نبی راہی کے ترجمے کا انداز دلکش، متاثر کن اور شستہ ہے۔ وہ خواہاں ہے کہ قاری نہ صرف حضور پاکؐ کے افکار عالیہ سے آگاہ ہو بلکہ ان پر عمل پیرا ہو کر دین و دنیا کی سعادتوں اور نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

۵۔ سیرت النبیؐ (انعام یافتہ)

مؤلف: پروفیسر عبدالرؤف کوئٹہ ۱۹۸۸ء صفحات ۷۲۔ یہ سیرت پر براہوئی زبان میں شائع شدہ دوسری کتاب ہے۔ کتابت و اشاعت دیدہ زیب ہے۔ چوالیس عنوانات جیسے صبر و محکمگی، دلاوری، شکر و توکل، ایمانداری، زکوٰۃ، انصاف داری وغیرہ پر آنحضرت صلم کے افکار عالیہ پیش کئے گئے ہیں۔ انداز سلیس، معرا اور سیدھا سادا ہے۔ قاری کو اکساتا ہے کہ وہ راہ عمل پر گامزن ہو جائے۔

۶۔ بندگی ناخیر خواہ (سیرت طیبہ)

مؤلفہ غلام حیدر حسرت، کوئٹہ ۱۹۸۸ء صفحات ۳۷۔ مؤلف نے چوبیس مختلف موضوعات کے تحت مختصر اور عام فہم انداز میں براہوئی میں سیرت پاکؐ کو بیان کیا ہے۔ اور زندگی کے مختلف ادوار و احوال میں اس کا خاکہ کھینچا ہے۔ عبارت میں روانی ہے اور مندرجات ہر موضوع سے مناسبت رکھتے ہیں۔ کتابت و اشاعت دیدہ زیب ہے۔

۷۔ سیرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) (انعام یافتہ)

مؤلف عبدالرزاق صابر، کوئٹہ ۱۹۸۵ء صفحات ۲۰۶۔ یہ کتاب سیرت پاکؐ پر (جو کہ ایک بہت وسیع اور ہمہ گیر موضوع ہے اور اس میں سے شتے نمونہ از خروار کے حصدان) ایک کامیاب کاوش ہے۔ اس میں براہوئی زبان میں ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف حیثیات جیسے بحیثیت مبلغ، سماجی مصلح، سپہ سالار، تاجر، حکمران اور خاتم النبیین (کل ۲۸ عنوانات) پر روشنی ڈالی ہے۔ انداز بیان متاثر کن ہے۔ عبدالرزاق صابر کی دلی خواہش ہے کہ

موجودہ صدی کے مسلمان ”اسوہ جنبہ“ کو دل و جان سے اپنالیں کہ اسی میں ان کی اور دکھی انسانیت کی فلاح پوشیدہ ہے۔

متذکرہ بالا کتابوں میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع ترین مقام کو اجاگر کیا جائے تاکہ عام قارئین اپنی زبانوں میں اسے بہتر انداز میں ذہن نشین کر سکیں۔
بقول عبدالقادر شاہوانی

سرزرتہ مرہ روشنی + شمال چاریں کنڈنی
کلاں شہ برز شان نی + عرشہ سراسر نام نبی صل علی صل علی

(ترجمہ)

مر و محبت کی ابھری ہے روشنی چاروں سمت پھیلی ہے روشنی
سب سے اونچی ہے شان اسکی عرش پر ہے اسکا نام نبی صل علی صل علی

قاضی عبدالرحیم صابر گویا ہوتے ہیں

وہی سارے نبیوں کے سر تاج ہیں وہی صاحب تاج و معراج ہیں
شفاعت کی سب ان کے محتاج ہیں چمکتا رہے گا سدا ان کا نام

پڑھ ان پر لاکھوں درود و سلام